”چوری“

چھٹی کے دن الگ قسم کی مصروفیات ہوتی ہیں۔سب سے پہلے تو دن شروع ہوتا ہے دیر سے۔اور بے شمار کام ایسے منتظر ہوتے ہیں۔جیسے کوئی قرض خواہ دروازے پر منتظر کھڑا ہو۔کئی کام ہو جاتے ہیں۔اور کئی کام اگلے ہفتے کے لئے رکھ دیئے جاتے ہیں۔

عامر رحمان نے بھی چائے پیتے ہوئے آج کے دن کے لئے کئی کام کرنے کا ارادہ کیا۔اور کئی کو اگلی چھٹی کے لئے محفوظ کیا۔

بابا مجھے بیٹ چاہئے۔میچ کے لئے پریکٹس کرنی ہے۔یہ حارث کی آواز تھی۔

بابا مجھے آج سمندر پر ضرور جانا ہے چاہے کچھ بھی ہو۔یہ اِرم کی آواز تھی۔

بابا۔مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے ضروری۔اسکول میں پارٹی ہے۔یہ صدف کی آواز تھی۔

عامر رحمان نے جیسے ہی چائے کا آخری گھونٹ لے کر کپ ٹیبل پر رکھا۔ریحانہ ساڑھی کا پلو سیدھا کرتی ہوئی یوں وارد ہوئی جیسے ٹرین چھوٹ جانے میں کچھ ہی منٹ رہ گئے ہوں۔

عامر وقت دیکھا ہے کیا ہوا ہے۔آپ ابھی تک تیار ہی نہیں ہوئے وہاں مما میری منتظر ہونگی۔میں نے ان سے کہا تھا میں بارہ سے پہلے آجاؤنگی۔مجھے ان کے ساتھ کہیں جانا ہے۔اور اب دیکھو تو بارہ بجنے والے ہیں۔

عامر رحمان نے ریحانہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بہت خاموشی سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور والٹ ٹیبل سے لے لی اور بغیر کچھ کہے باہر جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

بچو چلو بابا گاڑی میں بیٹھ چکے ہیں۔جلدی کرو۔

ریحانہ بیٹی کے ساتھ چلتے ہوئے بڑبڑائی۔تمہارے بابا بھی عجیب آدمی ہیں۔پہلے سکون سے بیٹھے رہتے ہیں اور پھر ایکدم سے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔اب دیکھو نا میں شاید کچھ بھول رہی ہوں۔میں نے کچھ مما کے لئے رکھا تھا۔چلو اگلے ہفتے لے جاؤنگی۔

عامر رحمان نے خاموشی سے گاڑی ایک میڈیکل اسٹور کے سامنے کھڑی کی اور اسٹور کے اندر چلا گیا۔تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک پیکٹ لیکر باہر آیا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

بابا آپ کہاں چلے گئے تھے ہم لوگ پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہیں مجھے اپنی سہیلی کے گھر بھی کچھ دیر کے لئے جانا تھا۔ کچھ ہوم ورک لینا ہے۔ ارم نے احتجاج کیا۔

ریحانہ نے پیکٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ کیا ہے۔۔۔؟

میڈیکل اسٹور میں جیولری تو ملتی نہیں ہے۔ جو یوں دلچسپی سے دیکھ رہی ہو۔ کچھ دوائیں ہیں۔

ہاں یہ میں جانتی ہوں۔ کہ میڈیکل اسٹور میں دوائیں ملتی ہیں پر یہ اس وقت ہی کیوں۔۔۔؟

اور کس کے لئے۔ جبکہ بچے اپنے اپنے کاموں کے لئے شور مچا رہے ہیں۔ اور میں نے بھی مما سے وعدہ کیا تھا کہ میں وقت پر پہنچ جاؤنگی گھر سے نکلتے میں بھی دیر ہو گئی ہے۔

یہ دوائیں اماں کے لئے ہیں دیکھا نہیں تھا کتنی کمزور ہو رہی ہیں۔ اور کتنا زیادہ کھانس رہی تھیں۔

پر بابا دادی ماں کے لئے دوائیاں پھر لے لیتے۔ پہلے ہم اپنے کام کر لیتے۔ ریحانہ نے دبے لہجے میں کہا۔

تمہاری دادی ماں بیمار ہیں۔ اور انہیں یہ دوائیاں چاہئے۔ یہ تم جانتی ہو۔ عامر رحمان نے شیشے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

حارث نے بے زاری سے شیشے سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔

اگر یہ ضروری تھا تو گھر سے پہلے نکلتے۔ آخر بچوں کے بھی کچھ کام ہوتے ہیں۔ ہفتے بھر انتظار کرتے ہیں یہ۔ ریحانہ نے تھوڑا برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

عامر رحمان نے تھوڑے ہی فاصلے پر جا کر ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے گاڑی روک لی اور گاڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

تم میں سے کوئی آئے گا دادی کو سلام کرنے۔

بابا آپ جائیں۔ ہم لوگ پہلے ہی لیٹ ہو چکے ہیں۔ ارم نے بے نیازی سے کہا۔ ابھی وہ چند ہی قدم آگے گیا تھا۔

ریحانہ دروازہ کھول کر اتری

ٹھہرئے میں آ رہی ہوں۔

مما پلیز جلدی آ جایئے گا۔ بابا کو بس ایسے ہی دیر کرنی ہوتی ہے۔ حارث نے ماں کو جاتے جاتے خفگی سے کہا۔

اماں یہ دوائیں ہیں آپکی۔ عامر رحمان کی آواز پیار سے میٹھی ہورہی تھے۔اور ہاں میں نے اسمیں کھانے کے اوقات ڈبے میں لکھ کر رکھ دیئے ہیں۔ پڑھ کر احتیاط سے کھایئے گا۔میں ذرا جلدی میں ہوں پھر آؤنگا۔

چلتے چلتے پھر زور دیکر کہا۔اماں کھانے سے پہلے اچھی طرح پڑھ ضرور لیجئے گا۔

اماں نے آنکھوں کے بھاری پٹوں کو بمشکل تمام اوپر اٹھایا جو آنسو ضبط کرنے سے بھاری ہورہے تھے۔مسکرا کر جاتے ہوئے بیٹے کو ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا۔

قیمتی سوٹ میں انکے بیٹے کی وجاہت کو چار چاند لگ گئے تھے۔ یہ انکا قابلِ فخر بیٹا تھا۔ جسے انہوں نے اپنے لہو ہی سے نہیں بنایا بلکہ اپنے جسم سے پسینے نچوڑ کر انتہائی محنت سے معاشرے میں ایک اونچا رتبہ دیا۔

اور ایک الگ پہچان بنائی۔ آج وہ اپنی بیوی اور بچوں کی نگہداشت بہت خوبی سے کررہا تھا۔ بچے اچھے اسکول میں پڑھ رہے تھے۔وہ خود کو اچھا شوہر اور باپ ثابت کرنے کے لئے اکثر فائیو اسٹار ہوٹل میں کھانا کھلانے سے جاتا کھانے کے بعد پانچ سو کا نوٹ ٹپ کے طور پر ضرور رکھتا۔تا کہ اس سے بچے خوش ہوں۔ بیوی فخر کرسکے کے اس کا شوہر کتنا دیالو ہے۔

اور آج ماں کو کچھ پیسے دینے تھے تو دوا کے ڈبے میں نوٹ اسطرح سے چھپا کر رکھے جیسے کوئی چور چوری کی ہوئی دولت چھپا کر رکھتا ہے۔ چوری کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ایک چوری وہ ہوتی ہے جو بہت مجبوری کی حالت میں ضرورت کے لئے ہوتی ہے۔ دوسری چوری باقاعدہ پلان بنا کر کی جاتی ہے۔

تیسری چوری ایسی ہوتی ہے، جسکا کرنے والے کو بھی علم نہیں ہوتا۔اور وہ غیر ارادی طور پر ہوجاتی ہے۔لیکن یہ عجیب ہی چوری تھی۔ایک کلاس ون آفسر نے اپنے ہی پیسے خود سے بھی چھپا کر دوا کے ڈبے میں بند کر کہ اپنی ماں کو دئے تھے۔اس چھوٹی سی چوری کے کئی فائدے بھی تھے۔۔سب سے پہلے اپنی ماں کا حق جو ایک چھوٹے سے فرض سے پورا ہوجاتا ہے۔وہ بھی ادا۔اور اماں کی دی ہوئی زندگی۔عزت اسکی بھی کچھ اجرت جو ایک بے وقوف عورت نے اپنی قیمتی جوانی سے رس نچوڑ کر ایک چھ فٹ کا جوان ایسا تخلیق کیا۔جو معاشرے کا ایک ستون بنا۔اسنے اسے تمام عمر ایک ہی سبق پڑھایا۔ بیٹا کبھی بھی کسی بھی قیمت پر ایک تو جھوٹ نہیں بولنا اور کبھی چوری نہیں کرنا۔ یہ دونوں ہی عمل برائی کی جڑ ہیں۔اسی لئے ان

کو گناہِ عظیم کہا گیا ہے۔

آج جو ماں نے دوائی کے پرچے میں لپٹے ہوئے دو نوٹ قائدِ اعظم کی تصویر والے نوٹ وہ چکرا کر گرنے کو تھیں کہ کرسی کا سہارا لیکر بیٹھ گئیں۔ اور سوچنے لگیں۔ پوری عمر کی ریاضت اور یہ پھل۔۔۔ ایکدم ہی غصے میں آ گئیں۔ نوٹوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیئے۔ اور جا کر کوڑے کے ڈبے میں دوائی کے ساتھ پھینک آئیں بوڑھے ہاتھوں میں طاقت آ گئی۔ ہوا میں ہاتھ لہرایا۔ ایک ذوردار تھپڑ پر وہاں تو کوئی نہ تھا۔ تھک کر زمین پر بیٹھ گئیں۔ اپنے ہی زانوں پر ہاتھ مار مار کر زور زور سے روتی رہیں۔ ہائے یہ میں نے کیا کیا۔۔۔۔؟

میرے بچے کی محنت سے کمائے ہوئے نوٹ خون پسینے کی محنت میں نے یوں بے دردی سے سے پھاڑ کر پھینک دیئے۔ کیوں پھینکے۔ میرے بیٹے نے کیا برا کیا ایسا۔ یہ چوری تو نہیں تھی۔ اسنے چوری نہیں کی۔ اسکے اپنے پیسے تھے۔ چھپا کر دئے تو کیا ہوا۔ ایک محبت کا اظہار ہی تو تھا۔ اگر یہ چوری بھی ہے تو اسنے میرے لئے کی اپنی ماں کے لئے کی۔ بچپن میں بھی تو وہ اکثر میرے پرس میں ٹوفی چھپا کر رکھ دیا کرتا تھا۔ آج وہ بڑا ہو گیا ہے۔ تو کیا ہے تو میرا وہی بیٹا۔ پھر مجھے غصہ کیوں آیا۔۔۔؟

کیا اب وہ میرا بیٹا نہیں رہا۔ اماں بہت دیر روئیں۔

اور جب آنسوں نے بہہ کر ماں کا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا تھا۔ تو خیالوں ہی خیالوں میں بیٹے کی بلائیں لیں۔ اور دل سے معاف کر دیا جھریوں بھرے کمزور ہاتھ اٹھائے اور دعاء دی۔ میرے بیٹے تم سلامت رہو۔ اللہ تم کو اتنا دے کہ تم بے خوف ہو کر دل کھول کر پیسہ کرچ کروں۔ بوڑھے لوگوں کو علاج کراو۔ تمہارے بیوی اور بچے خوش ہوں۔ فخر کریں۔ تمہاری عادات کو اپنائیں۔ تمہاری بیوی تمہیں دل سے پسند کرے۔ کہ تم کتنے اچھے ہو۔ اس سے ڈرے ڈرے رہتے ہو۔ پر اس چھوٹے ذہن کی لڑکی کو کیا معلوم کہ جس طرح لالچی آدمی کو قابو میں رکھنے کے لئے دولت کی کھنک ضروری ہوتی ہے بالکل اسی طرح ایک بے وقوف لڑکی کو خوش رکھنے کے لئے مصنوعی ڈر۔ بالکل ایسے جیسے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے ڈر ڈر کر چھپنے سے بچے خوش ہوتے ہیں۔